محمد وسیم اختر مفتی

مہاجرین حبشہ

(۱۹)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

حضرت ہبار بن سفیان رضی اللہ عنہ

حضرت ہبار کا قبیلہ: بنو مخزوم

مخزوم بن یقظہ بنو مخزوم کے جد تھے۔ ان کی تیسری پشت پر کعب بن لؤی، آٹھویں پر قریش بن کنانہ اور تیرھویں پشت پر مضر بن نزار تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں ایک وقت ایسا تھا کہ طاقت اور اثر و رسوخ میں بنو مخزوم بنو ہاشم اور بنو امیہ کے برابر شمار ہوتے تھے۔ بنو مخزوم کی بیس سے زیادہ شاخیں ہوئیں، تاہم عمر بن مخزوم کے پوتے مغیرہ بن عبداللہ کی اولاد کو زیادہ اہمیت ملی، مغیرہ ابوجہل کا دادا تھا۔ آمد اسلام کے بعد یہی خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن ثابت ہوا اور انھوں نے کم زور مسلمانوں پر تشدد کی انتہا کر دی۔

۶۱۶ء تا ۶۱۸ء: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان بنو ہاشم کو شعب ابوطالب میں محصور کرانے میں ابوجہل نے اہم کردار ادا کیا۔ جنگ بدر میں اسلامی فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے بنو مخزوم کے آٹھ کٹر کافر جہنم واصل ہوئے۔ اسی خاندان کے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل نے جنگ احد میں مسلمانوں کو زبردست جانی نقصان پہنچایا۔ فتح مکہ سے پہلے حضرت خالد بن ولید ایمان لائے اور فتح کے بعد حضرت مہاجر بن ابوامیہ،

حضرت عکرمہ بن ابوجہل، حضرت حارث بن ہشام اور حضرت سعید بن یربوع کے مسلمان ہونے کے بعد پورا بنو مخزوم دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا۔

بنو مخزوم کے مشاہیر

حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد، ام المومنین حضرت ام سلمہ، حضرت عیاش بن ابوربیعہ، حضرت شماس بن عثمان، حضرت عبداللہ بن سفیان، حضرت ہبار بن سفیان، حضرت ہشام بن ولید، حضرت خالد بن ولید، حضرت عکرمہ بن ابوجہل، حضرت حارث بن ہشام، حضرت سلمہ بن ہشام، حضرت مہاجر بن ابوامیہ، حضرت عبداللہ بن ابوربیعہ، ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب۔

حضرت خالد بن ولید کا باپ ولید بن مغیرہ قریش کا معزز اور صاحب ثروت سردار تھا، نوے برس سے زیادہ عمر پائی۔ اپنی سرداری کے زعم میں آخر دم تک ایمان نہ لایا۔

حضرت ہبار کا کنبہ

حضرت ہبار بن سفیان مخزومی مکہ میں پیدا ہوئے۔ عبدالاسد بن ہلال ان کے دادا اور عمر بن مخزوم پانچویں جد تھے۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد ان کے چچا تھے۔ جنگ خندق میں حضرت علی کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے قریش کے سورما عمرو بن عبدود کی بہن ریطہ بنت عبد ان کی والدہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن سفیان ان کے سگے بھائی تھے۔

قبول اسلام

اسلام کے ابتدائی زمانے میں ایمان لائے۔

ہجرت حبشہ

اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن سفیان کے ساتھ حبشہ ہجرت کی۔ بنو مخزوم کے حضرت عیاش بن ربیعہ اور حضرت سلمہ بن ہشام بھی ان کے ہم راہ تھے۔ ابن جوزی نے مہاجرین حبشہ کی فہرست میں حضرت ہبار بن سفیان کا نام شامل نہیں کیا۔

ہجرت مدینہ

حضرت ہبار بن سفیان جنگ بدر کے بعد کسی وقت مدینہ پہنچے۔ وہ حبشہ سے لوٹنے والے اس قافلے میں

شامل نہ تھے جو ۷ھ میں شاہ نجاشی کی دی ہوئی دو کشتیوں میں سوار ہو کر مدینہ پہنچا۔

وقت شہادت

ایک شاذ روایت ہے کہ حضرت ہبار بن سفیان نے عہد رسالت میں ہونے والی جنگ موتہ میں شہادت پائی۔ جنگ موتہ میں گنتی کے آٹھ یا بارہ اہل ایمان شہید ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ واحد مؤرخ ہیں جنھوں نے غزوۂ موتہ میں ایک مخزومی صحابی کی شہادت کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے شہدا کا شمار کرتے ہوئے ہبار کے بجاے نام ہناد بن سفیان بن عبد الاسد لکھا، جب کہ اس نام کے کوئی صحابی نہ تھے۔ ابن حجر کہتے ہیں: ہناد ہبار کی تصحیف ہے۔ طبری کا کہنا ہے کہ حضرت ہبار نے جنگ یرموک میں شہادت پائی۔ اکبر شاہ نجیب آبادی نے اسی راے کو اختیار کیا ہے۔ واقدی، ابن اسحٰق، ابن سعد، ابن ہشام اور ابن کثیر کہتے ہیں: حضرت ہبار نے ۱۳ھ میں دور صدیقی میں برپا ہونے والی جنگ اجنادین میں جام شہادت نوش کیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں: یہی بات درست ہے۔ بلاذری کا رجحان بھی یہی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جنگ اجنادین

جنگ اجنادین یا فتح قیساریہ ۱۳ھ (۶ جولائی ۶۳۴ء) یا ۱۵ھ (۶۳۶ء) میں موجودہ اسرائیل کے بیت غوفرین یا بیت جبرین (Beit Guvrin) اور رملہ کے درمیان واقع مقام اجنادین پر رومی بازنطینی اور اسلامی فوج کے درمیان لڑی گئی۔ نوے ہزار پر مشتمل رومی فوج کی کمان تھیوڈرس یا ارطبون کے ہاتھ میں تھی، جب کہ حضرت خالد بن ولید تینتیس ہزار کی اسلامی فوج کی قیادت کر رہے تھے۔ جنگ میں پانچ سو پچھتر مسلمانوں نے شہادت کا نذرانہ پیش کر کے فتح حاصل کی۔ شہدا میں حضرت ہبار بن سفیان، حضرت عکرمہ بن ابو جہل، حضرت ابان بن سعید اور حضرت حارث بن ہشام شامل تھے۔ پچاس ہزار رومی جہنم واصل ہوئے۔

صدر اسلام کے شاعر حضرت زیاد بن حنظلہ تمیمی جنگ اجنادین کا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

و نحن ترکنا ارطبون مطردا
إلی المسجد الأقصی وفیه حسور

''ہم نے ارطبون، Tribune کو مسجد اقصیٰ کی جانب دھتکارا ہوا چھوڑا، وہ وہاں درماندہ تھا۔''

عشیة اجنادین لما تتابعوا
و قامت علیهم بالعراء نسور

''معرکۂ اجنادین کی شام، جب رومی چٹیل میدان میں اس حال میں ایک دوسرے پر گرے کہ ان پر گدھ مسلط ہو چکے تھے۔''

حضرت زیاد کو صحابہ کے تمام سوانح نویسوں نے صحابی قرار دیا ہے، جب کہ 'ایک سو پچاس جعلی اصحاب' کے شیعہ مصنف مرتضیٰ عسکری نے ان پر جعلی صحابی ہونے کا الزام دھرا ہے۔

اولاد

حضرت ہبار کی کوئی اولاد نہ تھی۔

مطالعۂ مزید: المغازی (موسیٰ بن عقبہ)، السیرۃ النبویۃ (ابن اسحٰق)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔

---

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

حضرت عبد اللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن سفیان مکہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا کا نام عبد الاسد بن ہلال تھا۔ عمر بن مخزوم ان کے پانچویں جد تھے۔ ریطہ بنت عبدان کی والدہ تھیں۔ حضرت ہبار بن سفیان سگے بھائی اور حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد چچا تھے۔ بلاذری نے حضرت عبد اللہ بن سفیان کے بجاے ان کا نام عبید اللہ بن سفیان لکھا ہے۔ ابن عبد البر، ابن اثیر اور ابن حجر نے عبد اللہ اور عبید اللہ، دونوں نقل کیے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن سفیان اور حضرت عبید اللہ حضرت ہبار بن سفیان کے دو سگے بھائی تھے۔ دونوں کے ایک جیسے حالات زندگی دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ بات درست نہیں۔ ابن عبد البر اور ابن اثیر نے ایک نام عبید اللہ بن شقیر بن عبد الاسد مخزومی لکھا ہے، ابن اثیر کہتے ہیں: حضرت عبد اللہ کے والد کا نام سفیان بن عبد الاسد تو مشہور ہے، جب کہ شقیر بن عبد الاسد نام کو کوئی نہیں جانتا، یہ راوی ابو عمر کا وہم ہے۔

قبول اسلام

حضرت عبد اللہ بن سفیان نے بعثت نبوی کے فوراً بعد ایمان کی سعادت حاصل کی۔

ہجرت حبشہ

حضرت عبداللہ بن سفیان نے اپنے بھائی حضرت ہبار کے ساتھ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں حصہ لیا۔بنو مخزوم کے حضرت عیاش بن ربیعہ، حضرت ہشام بن ابو حذیفہ اور حضرت سلمہ بن ہشام بھی ان کے ہم راہ تھے۔

مدینہ کی طرف ہجرت ثانیہ

حضرت عبداللہ بن سفیان جنگ بدر کے بعد کسی وقت مدینہ پہنچے۔وہ حبشہ سے لوٹنے والے اس قافلے میں شامل نہ تھے جو ۷ھ میں شاہ نجاشی کی دی ہوئی دو کشتیوں میں سوار ہو کر مدینہ پہنچا۔عہد رسالت کی کسی مہم میں ان کی شرکت کی اطلاع نہیں ملتی۔

شہادت

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عبداللہ بن سفیان ۸ تا ۱۳ رجب ۱۵ھ (۱۵ تا ۲۰ اگست ۶۳۶ء) کو رومی اور اسلامی فوجوں کے درمیان لڑی جانے والی جنگ یرموک میں مقام شہادت پر فائز ہوئے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر کھدائی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح شام کی بشارت دی تھی جو جنگ یرموک میں پوری ہوئی۔

جنگ یرموک

پس منظر اور پیش منظر

۱۲ھ کا حج کرنے کے بعد خلیفۂ اول حضرت ابوبکر نے حضرت عمرو بن العاص، حضرت یزید بن ابو سفیان، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت شرحبیل بن حسنہ کی قیادت میں چار فوجیں شام کی طرف بھیجیں۔ وہاں حضرت عکرمہ بن ابو جہل اپنی چھ ہزار کی فوج کے ساتھ ان کی مدد کے لیے موجود تھے۔اسلامی افواج کی آمد کی خبر سن کر شاہ روم ہرقل خود انطاکیہ آیا اور چاروں فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے الگ الگ کمان میں چار لشکر ترتیب دیے۔ رومیوں کی زبردست تیاریاں دیکھ کر حضرت ابوبکر نے حضرت عمرو بن العاص کے مشورے پر چاروں فوجوں کو یکجا ہونے کا حکم دیا۔ حضرت خالد بن ولید اس وقت عراق کی مہمات میں مصروف تھے،انھوں نے ان کو بھی سپاہ لے کر فوراً اسلامی افواج میں شامل ہونے کی تاکید کی۔ حضرت خالد جس وقت شام پہنچے،ان کا

سامنا رومی جرنیل باہان کی فوج سے ہو گیا، جسے انھوں نے سخت مقابلہ کر کے خندقوں میں گھسنے پر مجبور کر دیا۔

اب یرموک میں دو لاکھ ستر ہزار رومی بازنطینی فوجیوں کا سامنا کرنے کے لیے چالیس (چھیالیس: طبری) ہزار مسلمان موجود تھے جن میں ایک سو بدریوں کو ملا کر کل ایک ہزار صحابہ شامل تھے۔

یرموک (Hieromyax) شام کے دریاے یرموک کے کنارے، گولان کی پہاڑیوں سے چالیس میل دور ایک سطح مرتفع ہے جو موجودہ اسرائیل، اردن اور شام کی درمیانی سرحد پر واقع ہے۔ اسلامی فوج طلال جموع (Hill of Samein) پر اکٹھی ہوئی اور رومی فوج نے دیر ایوب اور دریاے یرموک کے بیچ وادی واقوصہ میں پڑاؤ ڈالا۔ اسلامی فوج کے سارے دستے اکٹھے ہو گئے تو کمان حضرت خالد بن ولید کے حصے میں آئی۔ انھوں نے فوج کو بے ترتیب پایا تو ایک خطبہ دے کر فوج کی صف بندی اور تنظیم کی اہمیت واضح کی۔

یرموک کی چھ روزہ جنگ میں ایک کم تر فوج نے ایک برتر فوج کو برتر جنرل شپ کے ذریعے سے شکست دی۔ حضرت خالد بن ولید کو میدان جنگ کے اونچ نیچ کا خوب علم تھا، وہ خوب جانتے تھے کہ اس کارزار میں اپنی قلیل فوج سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے اپنی بہترین اسٹریٹیجی کے ذریعے سے اپنے دستوں کو اپنی مرضی کے مطابق آگے پیچھے کیا، کم زور مقامات پر اپنی قوت مرکوز کر کے کئی گنا زیادہ فوج رکھنے والے دشمن کو حرکت (movement) سے بے بس کر دیا اور اس کی فرار کی راہیں مسدود کر کے برے انجام سے دوچار کیا۔ رومی جرنیل اس صلاحیت سے عاری تھے۔ ان کی گھڑ سوار فوج (cavalry) نے کوئی کارکردگی دکھائی نہ چوتھے دن حاصل ہونے والی برتری سے ان کے کمانڈروں نے کوئی فائدہ اٹھایا۔ میدان جنگ ایک لاکھ بیس ہزار رومیوں کے خون سے لت پت ہو گیا۔ بلاذری نے رومی مقتولین کی تعداد ستر ہزار بتائی ہے۔ تین ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ شہدا میں حضرت عکرمہ بن ابوجہل، حضرت عبداللہ بن سفیان، حضرت عمرو بن سعید، حضرت ابان بن سعید، حضرت سہیل بن عمرو، حضرت ہشام بن العاص اور حضرت سعید بن حارث شامل تھے۔ کچھ مؤرخین کو شبہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن سفیان کی شہادت جنگ یرموک میں ہوئی۔ ابن خلدون نے شہداے یرموک میں نام سیار بن سفیان لکھا ہے جو کتابت کی غلطی ہو سکتی ہے، کیونکہ اس نام کے کسی صحابی رسول کا ذکر نہیں ملتا۔

شکست کے بعد شاہ روم ہرقل انطاکیہ سے نکلتے ہوئے بولا: اے ارض شام، تجھے الوداعی سلام، اب کوئی رومی کبھی بھی تیری طرف لوٹ کر نہیں آئے گا۔ اے شام، تو کتنی اچھی سرزمین ہے جو دشمن کے ہاتھ لگی ہے۔ تجھے

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

الوداعی سلام۔

اولاد

حضرت عبداللہ بن سفیان کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

روایت حدیث

علی بن ابو بکر الہیثمی نے طبرانی کی ''المعجم الکبیر'' کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن سفیان کی دو روایتیں نقل کی ہیں: 'ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم و ہو صائم'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں پچھنا لگوایا'' (مجمع الزوائد، رقم ۵۰۰۱)۔ 'لا صام من صام الأبد'' جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، اس کا کوئی روزہ شمار نہ ہو گا'' (مجمع الزوائد، رقم ۵۱۶۷)۔

افسوس ہے کہ یہ روایات علی الترتیب حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور کچھ دوسرے راویوں سے تو منقول ہیں، لیکن حضرت عبداللہ بن سفیان کے طریق سے حدیث کی کسی کتاب، حتیٰ کہ المعجم الکبیر، طبرانی میں بھی نہیں پائی جاتیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، انساب الاشراف (بلاذری)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔